OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 4, Issue 2 (April-June 2021)

ہبہ اور اس سے متعلق فقہی احکام: ایک تحقیقی مطالعہ

(A Research Study of *Hibah* and related Jurisprudential Rulings)

Hafiz Asif Ismail
M Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore
Dr. Yasmeen Nazir
Assistant Professor of Islamic Studies, Government Sadiq College, Women University, Bahawalpur
Khubaib Ahmad
Visiting Lecturer in Islamic Studies, KFUEIT, Rahim Yar Khan

Abstract

This article aims at explicitly explaining the Islamic concept of *Hibah.* It presents the rulings, opinions, and variant views of the jurists in detail. It has also been compared to its nearest synonyms in English language, i.e., gift and charity. The four conditions that make *Hibah* valid are discussed with evidence from Islamic jurisprudence, along with the concept of "hold" which is an obligatory aspect of *Hiba*. The concepts of "resort", "recur", their repercussions and the incidents in which these are allowed have also been discussed with proofs from the *Ḥadīth*. It also encompasses the social issues that may arise when *Hibah* is not done according to the principles of Islamic *Sharī'ah*.

Keywords: Islam, *Hibah*. Jurisprudential rulings

تمہید

معاشرتی معاملات میں ایک اہم چیز جس سے بہت سے اہلِ اسلام کو اکثر واسطہ پڑتا ہے وہ ہبہ ہے۔ ہبہ کیا ہے؟ اسلامی فقہی تراث میں اس کی کیا وضاحت ملتی ہے؟ اس کو تحفہ یا گفٹ (Gift) بھی کہا جاتا ہے، تو کیا یہ عام گفٹ یا تحفے کی طرح کی چیز ہے یا

CC BY

اس سے مختلف؟ اس کی ضرورت اور اہمیت کیا ہے؟ اس کے ارکان اور متعلق الفاظ کیا ہیں؟ اس کی مشروعیت کے دلائل کیا ہیں؟ اس کی شرائط کون کون سی ہیں؟ اگر یہ مشروع یعنی شرعی اعتبار سے جائز ہے، تو کیا اس کی تمام صورتیں جائز ہیں یا کچھ حرام اور مکروہ بھی ہیں؟ ہبہ کی جانے والی چیز، ہبہ کرنے والے اور جس کو ہبہ کیا جارہا ہے، ان سے متعلق کن کن امور کو پیش نظر رکھا جانا ضروری ہے؟ ہبہ میں قبضے کی صورت اور اہمیت کیا ہے؟ کیا ہبہ کرنے والا کوئی چیز ہبہ کرکے اس سے رجوع بھی کر سکتا ہے؟ اگر رجوع ہو سکتا ہے تو اس کی صورت اور حقیقت کیا ہے؟ ہبہ میں ملکیت کب ثابت ہوتی ہے؟ یہ اور اس سے ملتے جلتے انتہائی اہم سوال ہیں، جن سے متعلق تحقیقی معلومات کی فراہمی اسلامی قانون کے اس نہایت اہم گوشے کے بارے میں ایک اہم اور ثمر آور علمی سرگرمی ہے۔ زیرِ نظر مضمون اس تناظر میں لکھا گیا ہے اور اس میں مذکورہ اہم سوالات کو کتاب و سنت اور اسلامی فقہی ذخیرے کی روشنی میں تحقیقی انداز سے سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہبہ کا معنی و مفہوم

ہبہ لغت میں دوسرے کو کوئی چیز عوض کے بغیر دینے کو کہتے ہیں، خواہ مال ہو یا مال کے علاوہ کچھ ہو۔ چنانچہ کہا جاتا ہے:وهب له مالا وهبا وهبة (مال ہبہ کرنا) اسی طرح کہا جاتا ہے: وهب الله فلانا ولدا صالحا (نیک اولاد عطا کرنا)، اس معنی میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۔[1] "سو تو ہی مجھے (خاص) اپنے پاس سے وارث دے جو میرا بھی وارث ہو)، اور کہا جاتا ہے: وھبہ مالا۔ وھب منہ نہیں بولا جاتا ہے۔ اکثر کی رائے ہے کہ وھب لہ حرف جر کے ذریعہ متعدی ہوتا ہے، ھبہ سے اسم: موھب اور موھبہ ہے، الاتھاب: ہبہ قبول کرنا، الاستیھاب: ہبہ کی درخواست کرنا، تواھب القوم: ایک دوسرے کو ہبہ کرنا، رجل وھاب اور وھابۃ: اپنا مال بہت ہبہ کرنے والا۔[2] فقہا کے مطابق ہبہ بلا عوض مال کا مالک بنانا ہے۔ [3]

ابن نجیم کے الفاظ ہیں: هي التفضل على الغير بما ينفعه ولو غير مال۔ [4] "ہبہ کا معنی ہے کسی کو نفع بخش چیز دے کر اس پر مہربانی کرنا گرچہ وہ مال نہ ہو۔"

ہبہ کے ارکان اور اس سے متعلق الفاظ

ہبہ کے تین ارکان ہیں: 1۔ ایجاب یعنی معطی (عطا کرنے والے) کی طرف سے کسی چیز کے دینے کی پیشکش۔ 2۔ قبول۔ 3 قبضہ۔[5] ہبہ سے متعلقہ الفاظ: 1۔ عطیہ، یعنی جو چیز دی جائے اس کی جمع عطایا ہے۔ اصطلاح میں عطیہ، ھبہ کی طرح ہے، البتہ وہ ہبہ، صدقہ اور ہدیہ سے عام ہے، عطیہ مہر کو بھی کہا جاتا ہے۔ ہبہ اور عطیہ میں ربط یہ ہے کہ دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، چنانچہ ہبہ عطایا کی ایک قسم ہے۔[6] 2۔ ہدیہ، ہدیہ لغت میں ہدی سے ماخوذ ہے، کہا جاتا ہے: أهديت

---

[1] ال عمران 3: 38۔

[2] راغب الاصفہانی، مفردات القرآن فی غریب القرآن (لاہور: اسلامی اکیڈیمی، 2018ء)، 45۔

[3] ابن عابدین شامی، رد المحتار علی الدر المختار (بیروت: دار الفکر، 1992ء)، 4: 530۔

[4] زین الدین الحنفی ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الہبہ (بیروت: دار الکتب العلیۃ، 1997ء)، 3: 483۔

[5] علاؤالدین الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار الکتب العربی، 1995ء)، 5: 511۔

[6] ابراہیم مصطفی، المعجم الوسیط (قاہرہ، مصر: مشترکہ مساھمہ، 1940ء)، 67۔

للرجل كذا "یعنی اس کے پاس اکرام کے طور پر بھیجنا۔" اصطلاح میں ہدیہ وہ مال ہے، جو کسی کے اکرام کے لیے ہدیہ اور تحفہ کے طور پر اس کو دیا جائے۔[7] ہبہ اور ہدیہ میں ربط یہ ہے کہ دونوں بلاعوض زندگی میں مالک بنانا ہے، البتہ اکثر فقہا کے نزدیک ہبہ میں قبول کرنا لازم ہے، اور ہدیہ میں لازم نہیں ہے۔ 3۔ صدقہ، صدقہ لغت میں عطیہ ہے، کہا جاتا ہے: تصدقت بكذا یعنی صدقہ کے طور پر دینا۔ اصطلاح میں اس سے مراد ہے آخرت کا ثواب حاصل کرنے کے لیے، بلاعوض مال کا مالک بنانا ہے۔[8] صدقہ اور ہبہ میں ربط یہ ہے کہ صدقہ، آخرت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے، جب کہ ہبہ عام طور پر محبت کے لیے ہوتا ہے۔ اور ہبہ میں قبول کرنا لازم ہے، جب کہ بعض فقہا کے نزدیک صدقہ میں قبول کرنا لازم نہیں ہے۔

ہبہ کی مشروعیت

ہبہ، کتاب اللہ، سنت اور اجماع کی رو سے مشروع ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا۔ [9] "لیکن اگر وہ خوش دلی سے تمھارے لیے اس میں کا کوئی جز چھوڑ دیں تو اسے مزے سے کھاؤ۔" التلخيص میں ہے کہ حضور کا ارشاد ہے ﷺ: تهادوا تحابوا۔[10] "ایک دوسرے کو تحفے دو، تمھارے درمیان محبت بڑھے گی۔" صحیح مسلم میں ہے: لا تحقرن جارة لجارتها ولو فرسن شاة۔[11] "کوئی پڑوسن کسی پڑوسن کو ہرگز حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔" الاوسط میں ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس کا ہدیہ قبول فرمایا حالانکہ وہ کافر تھا۔"[12] الکامل میں ہے: اسی طرح نجاشی کا ہدیہ قبول فرمایا اور وہ مسلمان تھے، اس کو ستعال کیا اور ان کو بھی ہدیہ بھیجا۔[13] المبسوط للسرخسی میں ہے: ہبہ کے تمام اقسام کے جائز اور مشروع ہونے پر بلکہ اس کے مستحب ہونے پر اجماع ہے، اس لی کہ اس میں لوگوں کے مابین الفت و محبت کی اشاعت اور بھلائی و تقوی پر تعاون کرنا ہے۔[14]

حرام اور مکروہ صورتیں

---

[7] الحاج مولوی فیروز الدین، جامع فیروز اللغات (کراچی، پاکستان: فیروز سنز، 1998ء)، 3: 26۔

[8] عبد العلیم خان، قائد الغات (لاہور، پاکستان: عالمین پریس، س-ن)، 1: 46۔

[9] النساء4:4۔

[10] عبد الملک بن عبد اللہ الجوینی، کتاب التلخیص فی أصول الفقہ (بیروت: دار البشائر الإسلامیۃ، 2010)، 3: 70۔

[11] مسلم بن الحجاج النیسابوري، الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول اللہ (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1998ء)، 2: 714۔

[12] ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (المتوفی: 360ھ) المعجم الاوسط (مصر: دار الحرمین، 1998ء)، 8:، 150۔

[13] علی بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ (بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، 1987ء)، 6: 2114۔

[14] محمد بن احمد السرخسی، المبسوط (بیروت: دار المعرفۃ، 1993ء)، 12: 47۔

ہبہ بالاجماع مندوب ہے، البتہ کبھی کبھی ایسی بات پیش آجاتی ہے جو اس کو حرام بنادیتی ہے، جیسے اگر اس کا مقصد معصیت یا ظلم پر تعاون کرنا ہو، یا اس کے ذریعہ حکام کو رشوت دینا مقصود ہو۔[15] اور اگر ہبہ کرنے والے کا مقصد ریا فخر کرنا اور شہرت حاصل کرنا ہو تو ہبہ مکروہ ہو جاتا ہے۔[16]

ہبہ کی شرائط

ہبہ سے متعلق شرطیں چار طرح کی ہیں :1۔جو ایجاب و قبول سے متعلق ہیں۔ 2۔ہبہ کرنے والے شخص سے متعلق شرطیں۔3۔جو چیزیں ہبہ کی جارہی ہیں،اس سے متعلق شرطیں۔ 4۔جس شخص کو ہبہ کیا جارہاہے،اس سے متعلق شرطیں۔

ایجاب و قبول سے متعلق شرط: ایجاب و قبول سے متعلق شرط یہ ہے کہ اس کو کسی ایسی بات کے ساتھ مشروط نہ کیا گیا ہو جس کے وجود اور عدم دونوں کا امکان ہو، جیسے کہا جائے: میں نے ہبہ کیا بشرطیکہ فلاں شخص آجائے، نیز ہبہ کو کسی وقت کی طرف منسوب نہ کیا گیا ہو، جیسے کہا جائے: فلاں مہینہ کے ختم تک ہبہ کیا، کیونکہ ہبہ فی الفور مالک بنانے کا نام ہے، نہ کہ ایک مدت کے بعد۔[17]

ہبہ کرنے والے سے متعلق شرطیں: ہبہ کرنے والے اس سے متعلق شرط یہ ہے ہیں کہ وہ تبرع کا حق رکھتا ہو، یعنی عاقل و بالغ ہو، چنانچہ نابالغ اور پاگل کا ہبہ معتبر نہیں، اسی طرح باپ یا کسی بھی ولی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے نابالغ بچے کے مال کو ہبہ کرے۔امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک تو عوض کی شرط کے ساتھ بھی ولی کا ہبہ درست نہیں، امام محمد کے نزدیک ہبہ بالعوض چونکہ خرید و فروخت کے درجے میں ہے، اس لیے باپ اپنے نابالغ بچے کا مال عوض کی شرط پر ہبہ کر سکتا ہے۔[18]

ہبہ کی جانے والی شے سے متعلق شرطیں: جو چیز ہبہ کی جارہی ہو اس سے متعلق متعدد شرطیں ہیں:1۔ ہبہ کرنے کے وقت وہ چیز ہبہ کرنے والے کے پاس موجود ہو، جو چیز بھی موجود ہی نہ ہو اس کا ہبہ درست نہیں، جیسے کوئی شخص کہے: اس سال میری بکری کو جو بچہ ہو وہ ہبہ کیا، اس کا اعتبار نہیں، بخلاف وصیت کے، کہ اس کے لیے اس چیز کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے، جس کی وصیت کر رہا ہے۔2۔ جس مال کو ہبہ کیا جارہا ہو وہ شریعت کی نگاہ میں قابل قیمت مال ہو، جو چیز شریعت کی نگاہ میں مال نہ ہو یا قابل قیمت مال نہ ہو، اس کا ہبہ درست نہیں، اس لیے مردار خون، سور وغیرہ کا ہبہ جائز نہیں۔3۔ وہ مال فی نفسہ شخصی ملکیت کے دائرہ میں آتا ہو، جو چیز میں مباحات میں سے ہوں ان کا ہبہ درست نہیں، جیسے کوئی شخص کہے کہ میں فلاں دریا کا پانی ہبہ کرتا ہوں تو ایسے ہبہ کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔4۔وہ شی ہبہ کرنے والے کی ملکیت میں ہو، کیونکہ جو چیز آدمی کی اپنی ملکیت میں نہ ہو، وہ کسی او شخص کو اس کا مالک نہیں بنا سکتا، چاہے مملوکہ شے کسی کے پاس دین ہی کی صورت میں کیوں نہ ہو، جس کے اوپر دین ہے اگر اسی کو ہبہ کیا جائے، تب بھی ہبہ درست ہے اور دوسرے کو ہبہ کیا جائے اور مقروض قبضہ کی اجازت دیدے تو یہ بھی درست ہے۔5۔ یہ بھی ضروری ہے کہ جو چیز ہبہ کی جارہی ہے اگر وہ قابل تسلیم ہو تو وہ شے تقسیم شدہ ہو، مشترک نہ ہو، ہاں جو چیز نا قابل تقسیم ہو، جیسے حمام، مٹکہ وغیرہ، اس میں مشترک ملکیت میں سے اپنے حصے کو ہبہ کیا جا سکتا ہے، یہ رائے حنفیہ

---

[15] محمد بن محمد الشربینی، مغنی المحتاج إلی معرفة معانی الفاظ المنهاج (بیروت: دار الکتب العلمیة، 2000ء)، 2: 396۔

[16] نصور بن یونس البهوتی، کشاف القناع عن متن الإقناع (مصر: داراحیاء التراث العربی، 1983ء)، 4: 299۔

[17] الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، 6: 118۔

[18] الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، 6: 119۔

کی ہے، مالکیہ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک مشاع یعنی غیر تسلیم شدہ شے کو بھی ہبہ کیا جا سکتا ہے۔6۔ یہ بھی ضروری ہے کہ جو چیز ہبہ کی جارہی ہو، وہ غیر موہوبہ شے سے مشغول نہ ہو، پوری طرح فارغ ہو، جیسے ایسا کھیت ہبہ کرے، جس میں ہبہ کرنے والے کی کھیتی لگی ہو، یا درخت ہبہ کرے اور ہبہ کرنے والے پھل پر اپنی ملکیت باقی رکھے، تو یہ ہبہ درست نہیں۔[19]

ہبہ کی ہوئی شے پر قبضہ

جس شخص کو ہبہ کیا جارہا ہو اس کی طرف سے قبضہ ضروری ہے۔ حنفیہ اور شوافع کے نزدیک ہبہ کے نام اور لازم ہونے کے لیے قبضہ ضروری ہے، اور اس کے بعد ہی اس پر اس شخص کی ملکیت قائم ہو سکے گی جس کو ہبہ کیا گیا ہے، مالکیہ کے نزدیک ہبہ کرنے والے کے ایجاب ہی سے جس کو ہبہ کیا گیا، اس کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے۔ حنفیہ اور شوافع کا مسلک حضرت ابو بکر و عمر، حضرت عبد اللہ ابن عباس اور حضرت معاذ بن جبل وغیرہ کے فتاویٰ پر مبنی ہے۔[20] پھر قبضے کے لیے ضروری ہے کہ ہبہ کرنے والے کی اجازت سے اس نے قبضہ کیا ہو، اجازت صراحتاً بھی ہو سکتی ہے، جیسے کہے: فلاں سامان جو میں نے تم کو ہبہ کیا ہے اس پر قبضہ کر لو اور اجازت دلالتہ بھی ہو سکتی ہے، جیسے وہ شخص ہبہ کرنے والے شخص کے سامنے ہی اس مجلس میں اس سامان پر قبضہ کرے اور جس نے ہبہ کیا تھا وہ اسے منع کرے۔[21]

موہوب لہ کے لیے ملکیت کا ثبوت

اگر ہبہ اپنے سابقہ شرائط کے ساتھ صحیح او مکمل ہو جائے، تو شے موہوب میں موہوب لہ کی ملکیت ثابت ہو جائے گی۔[22] اصل یہ ہے کہ ہبہ بلا عوض ہوتا ہے، اسی طرح بلا عوض اس میں ملکیت ثابت ہوتی ہے، اور اگر اس میں عرض کی شرط لگا دے تو اپنے شرط کے مطابق ہو گا۔[23] موہوب لہ کے لیے اس ملکیت کے ثابت ہونے میں فقہا نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ موہوب پر قبضہ کر لے، انھوں نے اس کو ہبہ کے صحیح اور مکمل ہونے کے لیے شرط قرار دیا ہے۔ البتہ مالکیہ محض عقد (ایجاب و قبول) سے ملکیت کو ثابت مانتے ہیں، ان کے نزدیک قبضہ محض عقد کا ایک اثر ہے، جس کو نافذ کرنا واہب پر ہے، یعنی موہوب لہ کو قبضہ دلانے میں آسانی پیدا کرے، موہوب لہ پر صرف یہ واجب ہو گا کہ شے موہوب پر قبضہ کرنے میں جلدی کرے، اس میں کوئی کوتاہی نہ کرے۔ حنابلہ نے اس ہبہ میں جو کیلی، وزنی، عددی اور ذراع سے ناپا جانے والا نہ ہو، مالکیہ کے مسلک کی پیروی کی ہے اور کہا ہے کہ ان میں محض عقد سے ملکیت ثابت ہو جائے گی۔[24]

ہبہ میں رجوع کرنا

---

[19] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، 4: 508۔

[20] وھبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1995ء)، 5: 23-19۔

[21] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، 4: 509۔

[22] ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، 7: 310۔

[23] موفق الدین ابن قدامہ، المقدسی، المقنع والشرح الکبیر والانصاف (مصر: دار الھجر، 1993ء)، 4: 101۔

[24] ابن قدامہ، المقنع والشرح الکبیر والانصاف، 4: 108۔

موہوب لہ جب ہبہ پر قبضہ کر لے تو واہب اس میں رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں فقہا کے چند اقوال ہیں: 1۔ رجوع کرنا جائز نہیں ہے، البتہ باپ کے لیے جائز ہے کہ وہ بیٹے کو ہبہ کی ہوئی چیز میں رجوع کرے، یہ مالکیہ کا مذہب ہے، حنابلہ کا راجح مذہب اور شافعیہ کے نزدیک مشہور کے بالمقابل قول ہے، ان کے نزدیک مشہور قول میں تمام اصول، رجوع کے جائز ہونے میں باپ کے ساتھ لاحق ہوں گے۔ مالکیہ نے ماں کو باپ کے ساتھ لاحق کیا ہے، بشرطیکہ بیٹا یتیم نہ ہو اور خرقی کے کلام کا ظاہر ہے کہ رجوع کے حق میں ماں مطلقاً باپ کی طرح ہے۔[25] اس قول کی دلیل یہ حدیث ہے: لا يحل لواهب أن يرجع في هبته إلا فيما يهب الوالد لولده۔[26] "کسی واہب کے لیے جائز نہیں کہ اپنے ہبہ میں رجوع کرے، سوائے والد کے جو اپنی اولاد کو ہبہ کرے۔" نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: العائد في هبته كالعائد في قيئه۔[27] "اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اس شخص کی مانند ہے، جو اپنی قے کو دوبارہ چاٹ لے، دوسری روایت میں ہے: ليس لنا مثل السوء: العائد في هبته كالكلب يعود في قيئه۔[28] "ہمارے لیے بری مثال نہیں ہے۔ اپنے ہبہ میں لوٹنے والا اس کتے کی طرح ہے، جو اپنی قے کو چاٹتا ہے۔ 2۔ اگر رجوع کے مواقع میں سے کوئی مانع نہ ہو، تو واہب کے لیے اپنے ہبہ میں رجوع کرنا جائز ہے، لیکن مکروہ تنزیہی ہے، یہ حنفیہ کا مذہب ہے۔[29] انھوں نے اللہ کے اس ارشاد سے استدلال کیا ہے: وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا۔[30] "اور جب تمھیں سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر طور پر سلام کرو یا اسی کو لوٹا دو، یہاں تحیہ کی تفسیر ہدیہ سے کی گئی ہے، قرینہ (أو ردوها) ہے، اس لیے کہ لوٹانا اعیان میں ہو سکتا ہے، اعراض میں نہیں، اس لیے کہ یہ کسی شے کو لوٹانا ہے، اور یہ اعراض میں ممکن نہیں ہے، جیسے تحیہ، کاسانی نے کہا: ہبہ میں رجوع کرنا حضرت عمر عثمان علی، ابن عمر، ابو الدرداء اور فضالہ بن عبید وغیرہ سے منقول ہے، اور ان کے علاوہ سے اس کے خلاف منقول نہیں لہذا اجماع ہو گیا۔ انھوں نے اس طرح استدلال کیا ہے کہ اجنبی لوگوں کو ہبہ کرنے سے کبھی مالی عرض مقصد ہوتا ہے، اس لیے کہ انسان کبھی اجنبی پر احسان وانعام کرنے کے لیے اس کو ہبہ کرتا ہے، اور کبھی عرف ورواج کے مطابق، اس سے عوض وبدلہ کی امید میں اس کو ہبہ کرتا ہے۔ اور اس کے لیے ہبہ کرنا شرعا مندوب ہے۔ اور کبھی کبھی اجنبی سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا ہے، اور قابل فسخ عقد سے مقصد کا حاصل نہ ہونا اس کے لزوم سے مانع ہے، جیسے بیع، اس لیے کہ رضامندی نہیں ہوتی ہے، اور اس باب میں جس طرح رضامندی صحیح ہونے کی شرط ہے، اسی طرح لازم ہونے کے لیے بھی شرط ہے، جیسا کہ اگر خریدار مبیع میں عیب پائے تو مقصد یعنی سلامتی کے حاصل نہ ہونے کے وقت رضامندی کے نہ ہونے کی وجہ سے بیع اس پر لازم نہ ہو گی، اسی طرح یہاں بھی ہو گا۔ حنفیہ نے واہب کے لیے رجوع کے صحیح ہونے میں باہمی رضامندی یا قاضی کے فیصلے کی شرط لگائی ہے، یہاں تک کہ ان

---

[25] علاء الدین محمد بن مفلح المرداوی، الفروع ومعہ تصحیح الفروع (القاہرہ: بیت الأفکار الدولیۃ، 2009ء)، 4: 647۔

[26] ابو جعفر، احمد بن محمد، الطحاوی، شرح معانی الآثار (بیروت: عالم الکتب، 2007ء)، 4: 79۔

[27] مسلم، الصحیح المسلم، 3: 1241۔

[28] احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری (القاہرہ: المطبعۃ السلفیۃ، 1985ء)، 5: 234-235۔

[29] محمد بن عبد الواحد ابن الھمام، شرح فتح القدیر علی الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی (دمشق: دار الکتب العلمیۃ، 2003ء)، 6: 129۔

[30] النساء 4: 86۔

دونوں میں سے کسی ایک کے بغیر رجوع کرنا صحیح نہ ہو گا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ رجوع کرنا، عقد کے مکمل ہونے کے بعد اس کو فسخ کرنا ہے، اور عقد کے مکمل ہو جانے کے بعد اس کو فسخ کرنا قضا یا رضامندی کے بغیر یہ نہیں ہوتا ہے۔ حنفیہ نے شائع (مشترک) میں علاحدہ کرنے کی شرط نہیں لگائی ہے، اس لیے کہ شائع ہونا، ہبہ سے رجوع کرنے سے مانع نہیں ہے۔[31] 3۔ تیسرا قول امام احمد کا ہے، باپ کے لیئے ہبہ میں رجوع کرنا صحیح نہیں ہے۔ 4۔ چوتھا قول امام احمد رحمہ اللہ کا ہے کہ باپ کے لیے رجوع کرنا صحیح ہے، بشر طیکہ اس سے کوئی حق یا رغبت متعلق نہ ہو، جیسے شادی کرنا، اور مفلس ہو جانا، یا ہمیشہ کے لیے یا وقتی طور پر موہوب لہ کے تصرف سے کوئی مانع ہو۔[32]

ہبہ میں رجوع کی حقیقت

حنفیہ کے نزدیک ہبہ میں رجوع قضا کے ذریعے ہو گا یا باہمی رضامندی سے ہو گا۔ اگر قضا کے ذریعے ہو تو اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہبہ میں رجوع ہبہ کو فسخ کرنا ہو گا، اس لیے کہ یہ قاضی کے فیصلے کے ذریعہ مکمل ہوا اور اس کا حکم فسخ ہونا ہے۔ لیکن اگر رجوع باہمی رضامندی سے ہو تو امام زفر کے علاوہ حنفیہ کا مذہب ہے کہ رجوع ہبہ کو فسخ کرنا ہو گا، اور امام زفر نے کہا کہ یہ نیا ہبہ ہو گا۔[33] حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ واہب فسخ کر کے خود اپنا حق وصول کر رہا ہے، اور حق وصول پانا قضائے قاضی پر موقوف نہیں ہے، اور یہ قبضہ کے بعد عیب کی وجہ سے قضا کے بغیر واپس کرنے کے بر خلاف ہے، کہ یہ تیسرے کے حق میں نئی بیع سمجھی جائے گی، اس لیے کہ خریدار کو فسخ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، اس کا حق صرف یہ ہے کہ مبیع سلامت رہے، اور جب مبیع سلامت نہیں رہی، تو اس کی رضامندی میں خلل آ گیا، لہذا ضرورت کی وجہ سے فسخ کا حق ثابت ہو گا، اور تیسرے کے حق میں موجب فسخ کا لازم ہونا قضائے قاضی پر موقوف ہو گا۔ امام زفر کی دلیل ہے کہ شے موہوب کی ملکیت، واہب کی طرف باہمی رضامندی سے لوٹی ہے، لہذا عیب کی وجہ سے واپس کرنے کے مشابہ ہو گی، اور تیسری کے حق میں نیا عقد سمجھا جائے گا، جیسے قبضے کے بعد عیب کی وجہ سے واپس کرنا، اس کے نیا ہبہ ہونے کی دلیل وہ ہے، جس کو امام محمد بن الحسن نے کتاب الہبۃ میں لکھا ہے کہ موہوب لہ اگر اپنے مرض الموت میں ہبہ کو واپس کر دے تو یہ تہائی میں سے ہو گا اور یہ نئے ہبہ کا حکم ہے، فسخ کا حکم نہیں ہے۔ حنفیہ کے علاوہ دوسرے فقہا رجوع میں قضائے قاضی یا باہمی رضامندی کی شرط نہیں لگاتے، اس لیے کہ جب انھوں نے باپ کے لیے اپنی اولاد کو ہبہ کردہ میں رجوع کرنے کو جائز قرار دیا، تو انھوں نے صرف شریعت کی نص پر اعتماد کیا، اس لیے اس کے بعد رجوع کرنے میں کسی بھی شرط کی حاجت نہ ہو گی، اس لیے کہ جس نص میں اس کی اجازت ہے وہ اس قسم کی شرط سے خالی ہے۔[34] اور جب والد رجوع کرے گا تو یہ عقد ہبہ کے فسخ کرنے میں خیار ہو گا، جیسے خیار شرط میں فسخ ہوا کرتا ہے، اور

---

[31] الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، 6: 128۔

[32] ابن قدامہ، المقدسی، المقنع والشرح الکبیر والانصاف، 7: 145-142۔

[33] ابن عابدین، رد المختار علی الدر المختار، 4: 542۔

[34] عبد الرحمن الجزيري، الفقہ علی المذاھب الاربعہ (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2003ء)، 4: 114۔

رجوع کرنا نیا ہبہ نہ ہو گا۔ اگر ہبہ عوض کے ساتھ ہو تو اس کا حکم بیع کے حکم کی طرح ہو گا، اور فسخ واقالہ میں اسی کے احکام جاری ہوں گے۔ شافعیہ نے لکھا کہ ہبہ میں آپس میں فسخ کرنا اور اقالہ کرنا رجوع نہیں ہوتا، لہذا ان دونوں کی وجہ سے ہبہ فسخ نہ ہو گا۔[35]

ہبہ میں رجوع پر مرتب ہونے والے آثار

اگر ہبہ میں رجوع ہو جائے تو اس پر حسب ذیل آثار مرتب ہوں گے: 1۔ شے موہوب واہب کی ملکیت میں لوٹ آئے گی۔ 2۔ واہب اس کا مالک ہو جائے گا، اگرچہ اس پر قبضہ نہ کرے، اس لیے کہ قبضہ ملکیت کے منتقل ہونے میں معتبر ہوتا ہے۔ پرانی ملکیت کے لوٹنے میں نہیں، اور جو لوگ رجوع کو نیا ہبہ قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک قبضہ پر موقوف ہو گا اور یہ امام زفر کا قول ہے۔ 3۔ رجوع کے بعد شے موہوب، موہوب لہ کے قبضے میں امانت ہو گی، یہاں تک کہ اگر اس کے قبضے میں ہلاک ہو جائے تو ضامن نہ ہو گا، اس لیے کہ ہبہ پر قبضہ ناقابل ضمان قبضہ ہوتا ہے۔ لہذا اگ ہبہ فسخ ہو جائے تو واہب کا قبضہ بر قرار رہے گا اور موہوب لہ پر واجب ہو گا کہ ہبہ کو لوٹادے اور تعدی کے بغیر وہ ضامن نہ ہو گا، اس لیے کہ وہ اس کے قبضہ میں امانت ہے۔ اگر موہوب لہ شے موہوب واہب کو ہبہ کر دے اور یہ باہمی رضامندی یا قضائے قاضی کے ذریعہ نہ ہو تو یہ نیا ہبہ ہو گا، اور اس کی بنیاد تین امور ہوں گے: 1۔ واہب اس کا مالک نہ ہو گا یہاں تک کہ اس پر قبضہ کر لے۔ 2۔ جب اس پر قبضہ کر لے گا تو یہ باہمی رضامندی یا قضائے قاضی کے ذریعہ رجوع کے درجے میں ہو گا۔ 3۔ موہوب لہ کو اس میں رجوع کرنے کا حق نہ ہو گا۔[36]

خلاصۂ بحث

فقہاکے مطابق ہبہ بلا عوض مال کا مالک بنانا ہے۔ ہبہ کے ارکان ہیں، ایجاب، قبول اور قبضہ ہیں۔ ہبہ سے متعلق الفاظ عطیہ، ہدیہ اور صدقہ ہیں۔ ہبہ، کتاب اللہ، سنت اور اجماع کی رو سے مشروع و مندوب ہے، البتہ کبھی کبھی ایسی صورت پیش آجاتی ہے، جو اس کو حرام یا مکروہ بنادیتی ہے، جیسے اگر اس کا مقصد معصیت یا ظلم پر تعاون کرنا ہو، یا اس کے ذریعے حکام کو رشوت دینا مقصود ہو یا اس کا مقصد ریا اور شہرت کا حصول ہو۔ ہبہ کرنے والے اس سے متعلق شرط یہ ہے ہیں کہ وہ تبرع کا حق رکھتا ہو، یعنی عاقل و بالغ ہو، چنانچہ نابالغ اور پاگل کا ہبہ معتبر نہیں۔ ہبہ کرنے کے وقت وہ چیز ہبہ کرنے والے کے پاس موجود ہو، جس مال کو ہبہ کیا جارہا ہو وہ شریعت کی نگاہ میں قابل قیمت مال ہو، وہ مال فی نفسہ شخصی ملکیت کے دائرہ میں آتا ہو۔ جو چیز ہبہ کی جارہی وہ تقسیم شدہ ہو، مشترک نہ ہو۔ جو چیز ہبہ کی جارہی ہو، وہ غیر موہوبہ شے سے مشغول نہ ہو، پوری طرح فارغ ہو۔ جس شخص کو ہبہ کیا جارہا ہو اس کی طرف سے قبضہ ضروری ہے۔ موہوب لہ جب ہبہ پر قبضہ کر لے تو واہب اس میں رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس پر مختلف اقوال ہیں۔ مالکیہ کے نزدیک رجوع کرنا یوں تو جائز نہیں ہے، البتہ باپ کے لیے جائز ہے کہ وہ بیٹے کو ہبہ کی ہوئی چیز میں رجوع کرے۔ حنفیہ کے نزدیک ہبہ میں رجوع قضا کے ذریعے ہو گا یا باہمی رضامندی سے۔ اگر ہبہ فسخ ہو جائے تو واہب کا قبضہ بر قرار رہے گا، اور موہوب لہ پر واجب ہو گا کہ ہبہ کو لوٹادے اور تعدی کے بغیر وہ ضامن نہ ہو گا، اس لیے کہ وہ اس کے قبضے میں امانت ہے۔

---

[35] ابن قدامہ، المقنع والشرح الکبیر والانصاف، 6: 282۔

[36] الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، 6 :134۔